© rasailojaraid.com

مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ

ہندوستان میں خطابت کے ائمہ اربعہ

اور

امیر شریعت کا مقام

ہندوستان کی اس سرزمین میں ایک ہی عصر میں ایسے چار خطیب جمع ہوگئے تھے جن میں سے ایک کی بھی نظیر عالم اسلام میں نہیں تھی اور ظاہر ہے کہ جب عالم اسلام میں نظیر نہ تھی تو غیر اسلامی دنیا میں کہاں سے نظیر ملے گی۔ جوہر خطابت جس انشراحِ صدر کا محتاج ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ حصہ غیر مسلموں کو نصیب ہی نہیں فرمایا، مسلمان کے سینہ میں جو فیضانِ الٰہی ہوتا ہے کافر کے سینہ میں اس کی گنجائش نہیں، مسلمان کا دل و دماغ جس جذبے سے سرشار ہوتا ہے کافر اس نعمت سے محروم ہے، مسلمان کے دل میں عواطف و جذبات کا جو سمندر متلاطم ہوتا ہے غیر اسلامی دل اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ اسلامی روح جس منبع قدس سے سیرابی حاصل کرتی ہے۔ کافر کی روح کی تشنہ لبی کو اس سے کیا نسبت۔

پہلے خطیب مولانا ابوالکلام آزاد دوسرے خطیب مولانا احمد سعید دہلوی، تیسرے خطیب مولانا شبیر احمد عثمانی اور چوتھے خطیب مولانا سید عطاءاللہ شاہ بخاری تھے۔ میرے خیال میں یہ ایک عصر کی خطابت کے آئمہ اربعہ تھے، ایک دفعہ ضلع سورت کے ایک گاؤں میں حضرت مولانا العارف حسین احمد کے ساتھ رفاقت کی سعادت نصیب ہوئی، تنہائی میں اس موضوع کا ذکر آگیا، اتفاق کی بات ہے جو میرا خیال تھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بعینہٖ اسی طرح فرمایا، بہرحال مجھے اپنی اصابت رائے پر خوشی ہوئی، پھر فرمایا کہ اب مولانا حفظ الرحمٰن صاحب بھی قریب قریب ان کے ہو رہے ہیں اب میں مزید اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب بھی اس صف کے قریب آرہے ہیں۔ میرے ذہن میں ان چاروں خطیبوں کی خطابت کی خصوصیات ہیں جو نہایت دلچسپ ہیں اور دقیق بھی ہیں، افسوس کہ اس وقت ان کی تفصیلات کی نہ ہمت ہے نہ وقت۔ لطف تو اس وقت آتا کہ پورا موازنہ و مقارنہ واقعات نہ ہوسکتا۔ اب تو چند نامعلوم اشارے شاہ جی سے متعلق عرض کرتا ہوں۔

خطابت اور خصوصاً عوام کو مسحور کرنے کا جہاں تک تعلق ہے اس موضوع کی جتنی صلاحیتیں ہوسکتی ہیں قدرت نے بڑی فیاضی کے ساتھ حضرت شاہ جی کو عطا فرمائی تھیں۔ قدوقامت شکل و صورت، قوت و طاقت، شجاعت و جرأت، فراست و تدبر، غیرت و حمیت، ذکاوت و شدت احساس، رقت عواطف و جذبات کا تلاطم، بلندیٔ آواز و خوش گلوئی، قرآن کریم کے ساتھ قلبی تعلق اور استحضار، منتخب ترین فارسی، اردو اشعار و ہر موضوع پر عمدہ ذخیرہ کا استحضار دردناک اور فلک شگاف آواز کے ساتھ قرآن کریم کا پڑھنا، مخالفین کے مجمع پر قبضہ کرنا، عالم و جہل، مرد و عورت، مخالف و موافق، سب کا یکساں طور پر متاثر ہونا یہ ان کی وہ خصوصیات ہیں کہ ان میں کوئی ان کی ہمسری نہیں کرسکتا، مجمع کو رلانا، تڑپانا، ہنسانا ان کی خطابت کا ادنیٰ کرشمہ تھا، مجمع سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنی بات منوانا، ننانوے فیصد مخالفوں کو اپنا ہم خیال بنانا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ بعض اوقات تو بولنے سے پہلے ساحرانہ نگاہ ہی سے مجمع کو مسخر کر لیتے تھے۔ نگاہ کیا تھی غضب کی نگاہ تھی، آواز تھی یا بجلی کوندتی تھی، اسٹیج پر کسی کی مٹی پلید کرنے کا ارادہ رکھتے تو اتنا کامیاب ترین خطیب نے کسی نہ دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا، عقلی و فکری خصوصیات کی کامیاب ترین تمثیل اور اپنے موضوع و اطوار سے جو نقشہ کھینچتے تھے دنیا کا کوئی خطیب ان کی نقالی نہیں کرسکتا تھا۔ اگر نامناسب نہ ہوتا تو میں یہ تعبیر کرتا کہ "شرعی ایکٹر" تھے۔ ہندوستان کی سرزمین میں وہ واحد خطیب تھے جس نے اپنی خداداد ساحرانہ قوت خطابت سے دنیا و سیاست کی وہ خدمت کی جو ایک پوری قوم نہیں کرسکتی، تنہا ان کی شخصیت نے وہ کام کیا جو ایک صدی میں ایک ادارے کو کرنا چاہیئے تھا۔ یہ شخص کسی اور قوم میں ہوتا تو نہ معلوم اس کی کیا یادگاریں قائم ہوتیں لیکن مسلمان قوم اپنی زندگی ختم کر چکی ہے۔ اس ختم شدہ دور میں یہ حیرت انگیز خطیب آئے۔ ورنہ تاریخ کے کسی بہترین دور میں پیدا ہوتے تو نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔

مولانا انور شاہ صاحب امیر شریعت کی نظر میں

قدرت نے فوق العادت زبان کی شیریں بیان کی روانی اور فوق العادت مؤثر تعبیر کی قوت عطا فرمائی بعض اوقات ایک جملہ میں پوری پوری داستان ختم کر دیتے تھے ایک دفعہ جامع ڈابھیل تشریف لائے، اساتذہ جامعہ مروتی اسٹیشن پر استقبال کے لئے گئے۔ لاری میں آ رہے تھے میں نے کہا شاہ جی آج تو حضرت شیخ پر ایک تقریر کر دیجئے (یعنی حضرت مولانا انور شاہ صاحب پر) فوراً فرمایا۔ "بھائی یوسف کیا کہوں۔ صحابہ کا قافلہ جا رہا تھا انور شاہ صاحب پیچھے رہ گئے۔"

بے اختیار میں نے کہا حسبک اللہ یا عطاء اللہ اور رفقاء نے جملہ نہیں سنا تھا، جب سنایا سب تڑپ گئے۔

غیر مسلموں کو تبلیغ اسلام

ایک دفعہ نوساری ضلع سورت میں سکھوں اور ہندوؤں کی ایک دعوت پر ایک تقریر منظور فرمائی۔ ایک تھیٹر ہال کا انتخاب ہوا جامع ڈابھیل کے اساتذہ اور طلبہ بھی شریک تھے۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی بھی تشریف رکھتے تھے اس تقریر کی تاثیر و حلاوت فوق العادت خطابت کا کمال آج بھی آنکھوں کے سامنے ہے، اس کی شیرینی کام و دہن میں ہے، ہندوؤں اور سکھوں سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کروائے تھے، اسلام کی حقانیت، اللہ کی عظمت اور توحید، گوشت خوری کے منافع، بت پرستی کی قباحت پر حیرت انگیز بیان تھا، حضرت شبیر احمد عثمانی زار و قطار رو رہے تھے۔ میں نے کبھی ان کو اتنا روتے ہوئے نہیں دیکھا۔ تقریر کے بعد ہمیں نے سنا فرماتے تھے، ہیں نے بیسیوں تقریریں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کی سنی ہیں لیکن اتنی مؤثر تقریر آج تک نہیں سنی اور فرمایا کہ آج عطاء اللہ شاہ نے حق تبلیغ ادا کر دیا ہے اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم متکلم خطیب کی یہ داد کتنی قیمتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شاہ صاحب مولانا انور شاہ صاحب کی نظر میں

امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب کو آپ سے بے انتہا محبت تھی اور دعا کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ایسا خطیب کبھی نہیں دیکھا جو روتوں کو ہنساتا ہے اور ہنستوں کو رلاتا ہے اور فرماتے تھے کہ مرزا غلام قادیانی کے خلاف ان کی ایک تقریر وہ کام کرتی ہے جو ہماری پوری تصنیف نہیں کر سکتی، کسی مجلس میں انہیں دیکھتے تو باوجود اس کے متانت و وقار کا پہاڑ تھا، محظوظ ہوتے جس کی انتہا نہیں۔

لاہور کا تاریخی اجلاس جس میں آپ امیر شریعت بنائے گئے

مئی ۱۹۳۰ء کا جو تاریخی اجلاس انجمن خدام الدین لاہور کا ہو رہا تھا جس کا سماں آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے اس وقت امام شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی مولانا ظفر علی خاں نے امارت کے لئے پیش کیا، حضرت شیخ نے کھڑے ہو کر تقریر فرمائی اور اپنی کمزوری کی وجہ سے معذرت پیش کی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی امارت کی نہ صرف تجویز کی بلکہ امیر بنا کر فرمایا میں بھی اس مقصد کے لئے ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں، آپ حضرات بھی ان سے بیعت کریں اور اپنے دونوں ہاتھ مبارک سید بخاری کے ہاتھ میں دے دیئے۔ وہ منظر بھی عجیب تھا کہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رو رہے تھے اور کہتے ہیں کہ خدا کے لئے مجھے معاف فرمائیں میں اس کا اہل نہیں اور حضرت شیخ اصرار فرما رہے ہیں۔ اس وقت سب سے پہلے مولانا عبد العزیز گوجرانوالہ نے پہلی بیعت فرمائی۔ پھر مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے بیعت کی راقم الحروف بھی اس مجمع میں شریک تھا اور غالباً تیسرا نمبر بیعت کرنے والوں میں میرا تھا، اس وقت شاہ جی امیر شریعت بنائے گئے اور ان کی شخصیت میں مقبولیت اور جاذبیت کا دور شروع ہوا جو اس سے پہلے کبھی نہ تھا اور اس کے بعد اخلاق کے ساتھ خدمت کی توفیق ان کو ملی۔ وہ ان کی زندگی کا تاریخی دور ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی یہ عام مقبولیت اور مجاہدانہ سرگرمیاں منصفانہ خدمات اور حیرت انگیز تاثیر اور بے پناہ محبوبیت حضرت مولانا انور شاہ کی کرامت تھی۔ اپنے ہاتھ مبارک جو ان کے ہاتھوں میں رکھ دیئے تھے اس کی وجہ تھی اور حضرت مولانا انور شاہ صاحب کو جو قادیانی فرقہ سے بغض و عناد تھا اس نے عطاء اللہ کی صورت اختیار کر لی تھی۔ دراصل شاہ جی کا وجود حضرت مولانا انور شاہ کشمیری کی کرامت تھا جس کی وجہ سے علماء، صلحاء، عرفاء و اتقاء وقت کے بڑے بڑے اہل فضل و کمال مولانا عطاء اللہ کے جاں نثار محب والہانہ معتقد بن گئے تھے۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

★

© rasailojaraid.com